

ہفتہ بلاگستان

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

ای بک

عنیقہ ناز

۱۵ تا ۳۱ اگست ۲۰۰۹



منظر نامہ
اردو لائبریری

ترتیب و پیش کش : سیدہ شگفتہ

برقی کتاب : نایاب نقوی

سرورق : ریحان علی

Issue 01 / November, 2009

<http://www.manzarnamah.com>
<http://www.urdulibrary.org>

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

عنیقہ کی کچھ عام باتیں



عنیقہ ناز

انیقا مار فیس بک
aniqaamar at
yahoo dot com

[View my complete profile](#)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اردو لائبریری

ہفتہ بلاگستان

URDU LIBRARY

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

GOSHA-E-BLOGGERS

اردو لائبریری
گوشہ بلاگز

URDU LIBRARY

عنیدہ کی کچھ عام باتیں



عنیدہ ناز

anikaamar at
yahoo dot com

[View my complete profile](#)

تعارف

بچپن

تعلیم

کچن

ٹیک

فوٹو گرافی

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

تعارف

نام یانک : میرا نام عنیقہ ناز ہے۔ بعض لوگ الجھن کا شکار لگتے ہیں کہ یہ شاید انیقہ ہے۔ اس لفظ کے دو منبع ہیں۔ ایک فارسی اور دوسرا عربی۔ انیقہ فارسی کا لفظ ہے۔ اگرچہ اسے فارسی ذریعے سے لیا گیا لیکن میرے ابا نے اسے عربی کے طریقے یعنی ع سے لکھنا پسند کیا۔ مجھے انکی پسند، پسند ہے۔ اپنے اماں اور ابا کی جانب سے دیئے گئے اس نام کو میں نے شادی کے بعد بھی تبدیل نہیں کیا جیسا کہ آجکل رواج ہے۔

آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ؟ میرے بلاگ کا نام ہے شوخیء تحریر۔ اسکی کوئی وجہ تسمیہ نہیں۔ بلاگ بناتے ہوئے جس وقت یہ کالم سامنے آیا غالب کا ایک شعر ذہن میں آیا۔ جس سے یہ نام نکالا اور لکھ دیا۔



آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

یہ می، دو مہینوں میں شروع کیا۔

آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یاد دے چکے ہیں؟

نہیں کسی کو مشورہ نہیں دیا۔ سب اتنے مصروف رہتے ہیں کہ میرے اس مشورے پر میری پٹائی لگ سکتی ہے، لفظوں سے۔

ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں؟

ابھی تو لکھتے ہوئے کچھ ہی عرصہ ہوا ہے۔ موضوعات بہت ہیں۔

تیسری دنیا میں رہنے کا فائدہ یہ ہے کہ کبھی موضوعات کی کمی نہیں ہو سکتی۔

آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟ آپ خود یا کوئی دوسرا نام؟

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

میرا خیال ہے کہ ابھی تک اسکے فعال ہونے کی وجہ میری مستقل مزاجی ہے۔ یقینی طور پر اسکی دوسری وجہ وہ تبصرہ نگار ہیں جو اپنا دل کی بورڈ کے ذریعے نکال کر رکھ دیتے ہیں۔ پھر ان لفظوں کو جوڑ کر دوبارہ دل بنانا یہ کسی جگسپزل سے کم نہیں۔ مجھے مزہ آتا ہے۔

اردو زبان سے دلچسپی کا سبب استاد، گھر کا فرد یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ؟

میری مادری زبان اردو ہے۔ میرے والدین میں سے ایک کا تعلق لکھنؤ سے ہے۔ اب بھی اس میں دلچسپی نہ لوں تو مرحوم نانا بڑے لتے لیں گے۔

کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آجائے؟ اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔

میں اردو سیارہ پہ تقریباً روزانہ آتی ہوں۔ کوئی خاص ترتیب نہیں۔ کسی کا موضوع دلچسپ لگے

تو ضرور پڑھتی ہوں۔ چاہے اس سے میرا نظریاتی اختلاف جتنا بھی ہو۔ تقریباً ہر نئے پرانے بلاگر کو پڑھ لیتی ہوں۔

سوائے اسکے کہ اسکا بلاگ کھلنے میں بہت وقت لگ رہا ہو۔ وقت کی کمی ہے جناب۔

جیسے شاہد اکرم اور راشد کامران کا بلاگ میرے پاس بڑی مشکل سے کھلتا ہے۔ ڈفر بھی خاصہ ٹائم لیتے ہیں۔

خود اردو سیارہ پانچ دفعہ کلک کرنے سے پہلے نہیں کھلتا۔

آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے؟

مشکل سوال ہے، محض یادداشت پہ بتا دیتی ہوں کہ اسوقت خاصی کاہلی ہو رہی ہے جا کر دیکھنے میں۔

یہ ہیں اجمل صاحب، جعفر، ڈفر، عبداللہ، جویریہ طارق، م م مغل، ابو شامل، نومان۔

اور بھی ہیں کرم فرما بھی یاد نہیں آ رہا۔

بلاگ دنیا میں آپ اپنا کردار کس انداز میں ادا کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں؟



شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

جو میں محسوس کرتی ہوں وہ میں لکھتی ہوں۔ میں اپنے انداز تحریر کو رواں کرنے کے لئے نہیں لکھتی۔ اس کے بارے میں مجھے خاصی خوش فہمیاں ہیں۔ میں کمیونیکیشن کے لئے لکھتی ہوں۔ ہر ایکس وائی زیڈ کیا سوچتا ہے، زبان کو کس طرح لکھتا ہے۔ ایک چیز جسے میں ایک نظر سے دیکھتی ہوں اسے دوسرے کس نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ لوگ عمومی طور پر زندگی کی مختلف سطحوں کو کس طرح برتتے ہیں۔ یہ میری دلچسپی کے میدان ہیں۔ فی الحال تو میں یہاں فیضیاب ہونے والوں میں سے ہوں۔ گنتی کے لکھنے والے چند لوگوں میں کوئی کیا کردار ادا کر سکتا ہے۔ جبکہ ان گنتی کے لوگوں نے بھی اپنے بلاکس بنائے ہوئے ہیں۔



میرے بچپن کے دن

بچی نے نہایت معصومیت اور تشویشناک لہجے میں اپنی ماں سے پوچھا۔ 'اماں، جب میں چلتی ہوں تو چاند میرے ساتھ چلنے لگتا ہے اور آسمان پر بادلوں کی پہاڑیاں میرے پیچھے بھاگنے کے لئے ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں اور جب میں تیز بھاگنے لگتی ہوں تو زمین کے سب درخت بھی میرے ساتھ بھاگتے ہیں۔ اماں کیا میں انکو بھی اتنی اچھی لگتی ہوں جتنی آپ کو۔' تو جناب، اس بچی کی طرح میں بھی اپنے گھر کے بالکل نزدیک ایک وسیع میدان میں سرشام باقی بچوں سے الگ تھلگ بادلوں، چاند اور سورج کی یہ محبت اکثر جانچتی رہتی۔ اور توقع کے مطابق یہ بالکل ایسے ہی نکلتیں تھیں۔ کچھ دنوں بعد مجھے یہ جان کر اور خوشی ہوئی کہ نانی کے گھر کے پاس جو چاند اور بادل ہیں وہ بھی مجھ سے کم محبت نہیں کرتے۔ میرا دھیال سارے کا سارا انڈیا میں تھا اور کچھ سیاسی و معاشی بنیادوں پہ یہ امتحان وہاں نہیں کیا جاسکتا تھا۔ درختوں کے لئے کچھ کہا نہیں جاسکتا کہ وہ میدان ایسے ہی لقمہ و دق پڑا ہوا تھا

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

دیکھتے ہی دیکھتے آبادی کے پھیلاؤ نے اس میدان کو کھالیا اور اب وہاں مکان، دوکانیں اور راستے بن گئے۔ ان سب امکانات کے وجود میں آنے کے بعد پتہ چلا کہ اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا۔ اور یہ کہ ہر صبح سورج مجھے جگانے کے لئے نہیں اٹھتا بلکہ یہ اس کا اپنا لگا بندھا معمول ہے جس میں کچھ سائنسی اصول کارفرما ہوتے ہیں۔

چاند کی بڑھیا کا چاند سے کوئی تعلق نہیں دراصل جھوٹ تھا جو کچھ کہ سنا، جو سنا افسانہ تھا، چاند میں سچ مچ نور کہاں چاند تو ایک ویرانہ ہے۔ یہ جھلملاتے ستارے تو دہکتی آگ کے گولے ہیں۔ اور یہ آسمان پر ہر وقت شکلیں بدلتے بادل جو کوہ قاف کا منظر پیش کرتے ہیں۔ یہ تو صرف پانی کے بخارات کا مجموعہ ہیں۔ اسی طرح کے تلخ حقائق نے رفتہ رفتہ ان جاں نثار دوستوں سے بھی محروم کر دیا۔



انہی دنوں میں تتلیوں کے پیچھے محض یہ جاننے کے لئے بھاگا کرتے تھے کہ یہ شاخ شاخ سرگرداں کس کی جستجو میں ہیں، کونسے سفر میں ہیں۔ اسی اندھا دھند جاسوسی میں کی دفعہ کیچڑ میں جا کر گرے مگر تتلیوں نے کھل کر نہ دیا۔ یہ راز بھی بعد میں کسی کتاب سے معلوم ہوا۔ میں نے انہیں پکڑنے کی کوشش کبھی نہیں کی کیونکہ میرا خیال تھا کہ پکڑنے سے انکے پر ٹوٹ جائیں گے۔ ویسے بھی کراچی میں تتلی نظر آنا بہت ہی نایاب واقعہ ہوا کرتا ہے اور آلودگی بڑھنے کے ساتھ اب تو شاید ہی کبھی نظر آتی ہیں۔

بہت سارے بچوں کے برعکس مجھے یہ امتیاز حاصل رہا کہ مجھے اپنی بہت چھوٹی عمر کے واقعات بھی خاصی صراحت کے ساتھ یاد ہیں۔ میری یادداشت کی لوح پر جو پہلا نقش ہے وہ تقریباً ڈیڑھ سال کی عمر کا ہے۔ یہ چھوٹا اور معصوم ساقصہ جو میں آپ کو بتانے جا رہی ہوں اس وقت میری عمر تین سال دو مہینے کی تھی۔ میرا ایک بھائی جو مجھ سے تقریباً تین سال چھوٹا ہے اس وقت تین مہینے کا تھا کہ ایک دن محلے میں کچھ خاندانوں نے ملکر کراچی چڑیا گھر جانے کا پروگرام بنایا اور ایک دن سب چل پڑے۔ ہم جیسے ہی چڑیا گھر سے اندر داخل ہوئے، گیٹ کے قریب پہلے انکلوژر کے پاس جمع ہو گئے یہ کوئی باقاعدہ لوہے کی سلاخوں سے بنا انکلوژر نہ تھا بلکہ ایک چوڑی سی، تین چار فٹ اونچی دیوار اٹھی ہوئی تھی

شونیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

جس کے ساتھ ساتھ لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ کیونکہ اس جانور کو سلاخوں کی ضرورت نہ تھی اس کے روکنے کے لئے یہی دیوار کافی تھی۔ کسی نے شوق میں مجھے بھی کمر سے اٹھا کر انکا دیدار کرانے کی کوشش کی۔ لیکن گینڈے پر نظر پڑتے ہی میرے حواس گم ہو گئے۔ مجھے آج بھی وہ جذباتی صدماتی لمحہ اسی طرح یاد ہے۔ ایسی بھیانک، بے ڈھنگی اور عظیم الجثہ مخلوق کسی طرح بھی میرے تصور میں گھسنے کے لئے تیار نہ تھی۔ جبکہ میرے خیال میں وہ بلا روک ٹوک میری طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔

میں نے وہی بچوں اور خواتین کا آاز مودہ ہتھیار استعمال کیا۔ اور دھاڑیں مار کر رونا شروع کیا سب نے مجھے اسوقت میری سمجھ کے مطابق جھوٹی تسلیاں دیں کہ وہ تو اس دیوار کے پیچھے بند ہے۔ پھر کافی دیر تک بہلاتے بھی رہے۔

سب سے پہلے مجھے گینڈا دکھانے کی سزا سب کو اس صورت ملی کہ پھر میں نے گود سے اتر کر نہ دیا۔ کیا پتہ میرے زمین پر پیر رکھتے ہی گینڈا اگر زمین پھاڑ کر نکل آئے تو۔

بچوں میں تخلیقی قوت اور طرح طرح کے تصور باندھنے کی کتنی زبردست صلاحیت ہوتی ہے۔ میں سوچتی ہوں ایسے ہی کسی واقعے سے گذر کر فلم ٹریمر کا مرکزی خیال اخذ کیا گیا ہوگا۔ کبھی کبھی لوٹ کر جب بچپن کے دامن میں پناہ لیتے ہیں تو جیسے ڈزنی لینڈ جانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہاں سے وہ توانائی ملتی ہے جو پوپائے دی سیلر کو پالک کھا کر ملا کرتی تھی۔

یہیں سے سوچ کے وہ توانا اور نئے جذبے پھوٹتے ہیں جو انسان کے اندر جینے کی خواہش کو بڑھا دیتے ہیں۔ ہماری زندگیوں کا یہ آب حیات صرف ایک خیال کی رو کے فاصلے پر ہوتا ہے۔

پھر بھی ہم اس سے محروم رہتے ہیں کیوں؟



شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

کون سی تعلیم

اب وقت ملا کہ کچھ تعلیم پر بھی لکھا جائے۔ سب نے اپنے طالب علمی کے زمانے کو یاد کیا۔ فی الحال میں ان خوش نصیبوں میں سے ہوں جنہیں اب سے تین سال پہلے تک بہت مختصر عرصے کے لئے تدریس سے بھی وابستہ رہنے کا موقع ملا وہ بھی پاکستان کی سب سے بڑی جامعہ اور ایک اور پبلک یونیورسٹی میں۔ تو میرے پاس پڑھانے کا بھی تجربہ ہے اور اپنے طالب علموں سے آگاہ ہونے کا ایک ذریعہ بھی۔

اس سے پہلے یہ بتا دوں کہ طالب علمی کے زمانے میں اسکولوں کی عمارت سے قطع نظر اور ہمارے ٹوٹے پھوٹے نظام کے باوجود کچھ انتہائی اچھے استاد ملے خاص طور پر اسکول کی سطح پر

اور پھر یونیورسٹی میں کہ انکی بدولت دماغ کی گرہیں کھل گئیں۔

میری اردو کی اچھائی ساری کی ساری چھٹی سے میٹرک تک ملنے والی اردو کی ٹیچرز پہ جاتی ہے۔ اسلامیات کے استاد نے گیارہ سال کی عمر میں قرآن ہاتھ میں لیکر مختلف آیتوں اور انکے حوالے اور انکے پس منظر دیکھنے کی عادت ڈالی۔ اور سائنس کے ٹیچر نے جستجو کے جذبے کو ہوا دی۔ جبکہ مطالعہ پاکستان کی استاد نے تاریخ سے دلچسپی پیدا کرائی۔

کچھ معاشی اور معاشرتی مسائل کی بناء پر کوچنگ سینٹر اور یٹوشن پڑھنے کی لعنت سے محفوظ رہے اور اس طرح خود سے تلاش کرنے اور کورس کی کتابوں کے علاوہ کتابیں پڑھنے کو ملیں۔ اس نے یقین پیدا کیا اپنے آپ پر۔ جہاں استاد اچھے ملے وہاں قدرت نے بھی کچھ خوبیوں سے نوازا تھا، جنکو میرے اسکول ٹیچرز نے خاصہ ابھارا۔

یہ میری پی ایچ ڈی کے دوران کا قصہ ہے جب میں نے انسانوں کے مکروہ چہرے زیادہ دیکھے۔ لیکن خیر اندھیرا دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ اسکے بغیر روشنی کا احساس صحیح سے نہیں ہوتا۔



شومی تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

اسکا ایک فائدہ یہ ہوا کہ لوگوں سے اور ارد گرد کے ماحول سے توقعات رکھنا چھوڑ دیں۔
جو کچھ ہے وہی ہے۔ اور جو خود کر سکتے ہیں وہی ہوگا۔

بہ حیثیت استاد میرے تجربات بہت دلچسپ رہے۔ کیونکہ شومیء قسمت مجھے پی ایچ ڈی
کرنے کا موقع مل گیا تھا اور وہ بھی ملک کے بہترین ادارے سے تو اب لوگ اس چیز سے
خائف ہوتے تھے خاص طور پر وہ لوگ جو اپنی اہلیتوں کو جانتے تھے اور علم سے مقابلے کرنے
کی بجائے اپنے بے کار انسانی خواص کا مظاہرہ کرنے لگے۔ نجانے کیوں ہمارے معاشرے میں
ذہنی مریض اتنے زیادہ کیوں ہیں۔

اپنے سیکشن کے چودہ ٹیچرز میں سے صرف چار کے متعلق میں کہہ سکتی ہوں کہ وہ انسانوں کی
طرح سوچ سکتے تھے جبکہ تین کے متعلق مجھے یقین تھا کہ وہ شیر و فرینیا کے مریض ہیں

وہ بھی مکمل طور پر اور ان تین میں سے دو کے ساتھ مجھے تین سمسٹر گزارنے پڑے۔

کوئی اور جو نیئر ٹیچر انکے ساتھ جانے کو تیار نہ تھا اور میں کسی بھی سیاسی پارٹی کے ساتھ شامل نہ ہونا چاہتی تھی جو سپورٹ دے۔ خیر یہ ایک
الگ دلچسپ کہانی ہے۔ سلیبس کی تیاری کے وقت ہمارے سینئر ٹیچر جو دس پندرہ سالوں سے ٹیچنگ سے وابستہ تھے۔ جس قسم کی تجاویز دیتے
تھے۔ انکو سن کر عقل حیران ہوتی تھی۔

مثلاً فرسٹ ایئر آنرز کا سلیبس ان میں سے کوئی تیار کر کے لایا۔ اسکا معیار اتنا کم تھا کہ مجھے میٹنگ میں کہنا پڑا کہ اس سے بہتر سلیبس تو انٹر میں
کالج کی سطح پر پڑھایا جاتا ہے۔ انکی بات سنیں۔ کیونکہ کالجز میں کچھ نہیں پڑھایا جاتا اس لئے کورس کو آسان رکھنا چاہیے۔ تاکہ آئیو الے
اسٹوڈنٹس کو پریشانی نہ ہو۔

میں اور میری ایک اور جو نیئر ساتھی نے کہا کہ یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے کہ اسٹوڈنٹس کو کالج میں کس طرح پڑھایا جا رہا ہے۔ ہمیں یونیورسٹی
کو دیکھنا چاہیے۔ یونیورسٹی کی سطح پر کورسز کو دیگر بین الاقوامی یونیورسٹیوں کے معیار کا ہونا چاہیے۔



شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

اسٹوڈنٹس کے اوپر دباؤ پڑنا چاہیے کہ وہ پڑھیں۔ یونیورسٹیاں اسٹوڈنٹس کو آسانیاں دینے کے لئے نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ ان میں محنت کی عادت کو ترقی دیکر انہیں کنڈن بناتی ہیں۔ خیر اس بات پر کافی گرم بحث ہوئی۔ کیونکہ سلیبس کو جدید کرنے کا مطلب یہ تھا کہ انہیں اپنے پرانے نوٹس صحیح کرنے پڑیں اور خود بھی کچھ نئے سرے سے پڑھنا پڑے۔ جبکہ یہ بھی ہماری یونیورسٹیز کا خاصہ ہے کہ استاد کو لائبریری جانے سے مبرا سمجھ لیا جاتا ہے۔ وہ تو استاد ہیں انہیں سب آتا ہے۔ فی زمانہ استاد کی یہ تعریف بھی بدل چکی ہے۔ استاد کو بھی علم کی دوڑ میں شامل رہنا پڑتا ہے ہر لمحے، ہر لحظہ۔

کوچنگ سینٹرز اور ٹیوشنز سے فیضیاب ہونے کی وجہ سے اسٹوڈنٹس خود سے کچھ نہیں کرنا چاہتے۔ میں نے دیکھا کہ ہر اسٹوڈنٹ صرف لیکچر تک محدود رہنا چاہتا ہے۔

ریفرنس کی کتابوں کو کھولنے والے اور لیکچر کے مواد پر مشتمل پرابلمز کو حل کرنے میں دلچسپی لینے والے ایک سوئس کی کلاس میں سے چار پانچ سے زیادہ نہ تھے۔ کسی بھی مضمون کو پڑھکر اسے اپلائی کرنے کی صلاحیت نہ پیدا ہو تو اسکا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے خاص طور پر سائنس نظریات کو یاد کرنے کا نام نہیں۔ لیکن اب اسٹوڈنٹس اتنے سہل پسند ہو گئے ہیں کہ اگر انہیں کلاس میں مثال کے لئے دو جمع دو چار سکھایا ہے اور امتحان میں تین جمع تین دے دیا جائے تو یہ سوال آء وٹ آف کورس قرار دیا جاتا ہے۔

اسٹوڈنٹس کا دماغ دیگر سرگرمیوں میں اتنا مصروف رہتا ہے کہ بلیک بورڈ سے صحیح مساوات اتارنے میں دشواری ہوتی ہے۔ خود میں نے تو یہ طریقہ بھی رکھا کہ پریکٹیکل کلاسز میں جہاں میرا اندازہ کہتا تھا کہ اس مساوات میں ذرا پیچیدگی ہے اور ان آرام پسندوں میں سے چند ایک کے علاوہ کوئی صحیح اتارنے کے قابل نہ ہوگا۔ اسکے لئے میں چاکلیٹ کا تحفہ بھی رکھتی تھی۔ جی، یہ ہیں ہمارے یونیورسٹی لیول کے طالب علم۔

لڑکے یونیورسٹی میں آکر سیاست کو رعب جمانے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ کیونکہ انہیں پتہ ہوتا ہے کہ نوکری تو بعد میں اماں اباسفارش سے دلا ہی دیں گے یا پھر اس نظام کو برا بھلا کہہ کر کہہ دیں گے کہ یہاں رکھا کیا ہے۔ انہیں تو یہاں سے کاغذ کا ایک ٹکڑا لیکر نکلتا ہے۔



شونیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

نظام بھی چونکہ آسان طلب لوگوں پر مشتمل ہے اس لئے ایک سو بیس کی کلاس میں جہاں میں سمجھتی ہوں کہ صرف بیس اسٹوڈنٹس بھی بمشکل کامیاب ہونگے۔ وہاں ساٹھ ستر لوگوں کو اضافی نمبر دیکر پاس کرنا پڑتا ہے، ڈپارٹمنٹ کے ہیڈ کی ہدایت پر۔ ادھر اساتذہ میں ذاتیات کو اہمیت دینے کا یہ عالم کہ ہمارے سینئر ٹیچر ہم سے نمبروں کی شیٹ منگاتے ہیں اور جس اسٹوڈنٹ کو ہم نے سب سے زیادہ نمبر دئے ہوتے تھے اسکو کہیں ساتویں آٹھویں نمبر پر پہنچا دیتے میرے چھ اسٹوڈنٹس کے ساتھ انہوں نے ایسا کیا۔ محض ان اسٹوڈنٹس سے اپنی ذاتی پر خاش نکالنے کے لئے۔ اور مجھے میری حیثیت جتانے کے لئے جبکہ میں ان نمبروں کو ڈسپلے بورڈ پر لگا بھی چکی تھی۔ ایسا کرتے ہوئے انہیں ذرا بھی احساس ندامت نہ ہوتا کہ وہ بہ ہر حال مجھ سے اور ان بچوں سے بڑے ہیں۔

اور اس طرح وہ کس قسم کی مثال قائم کر رہے ہیں۔ تو جناب نظام کی خرابی میں ہر ایک کا حصہ ہے۔ اور جب تک معاشرے کی سوچ تبدیل نہ ہو فرد واحد کے لئے کچھ کرنا ممکن نہیں۔

میرے ایک بلاگر ساتھی نے اس بات پر مجھے ایچ ای سی کی ڈائریکٹر شپ عنایت فرمائی ہے کہ میں یہ کہتی ہوں کہ یونیورسٹی کی تعلیم ایک عیاشی ہے اور یہ صرف ان لوگوں کے لئے ہوتی ہے جو اسکا رجحان رکھتے ہیں۔ انکا خیال ہے کہ اس طرح طبقاتی فرق پیدا کیا جائے گا۔ جناب تمام ترقی یافتہ ممالک میں ایسا ہی ہوتا ہے وہاں ہمارے یہاں سے زیادہ طبقاتی فرق نہیں ہے۔ حتیٰ کہ بعض ممالک میں اسکول کی سطح پر ان اسٹوڈنٹس کو مارک کر لیا جاتا ہے جو یونیورسٹی تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

ہماری پبلک یونیورسٹیاں عوام کے پیسے سے اور انکے دیئے گئے ٹیکس سے چلتی ہیں۔ یہاں سے ایسے لوگوں کو سامنے آنا چاہیے جو ملکی سطح پر اپنی ذات سے کچھ فائدہ پہنچا سکیں۔ نہ کہ یہ سیاست کا گڑھ بن جائیں۔ ویسے بھی یونیورسٹیاں بنیادی طور پر تحقیقی ادارے ہوتی ہیں اور کسی قوم کے مستقبل کی ترجیحات کے لئے کام کرتی ہیں۔ اگر وہاں تحقیق نہیں ہو رہی ہے تو ان اداروں کو یونیورسٹی نہیں کہنا چاہیے۔



شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

اس لئے ہماری یونیورسٹیاں دنیا میں کسی رینک میں شامل نہیں ہیں۔ ذہین مگر غریب اسٹوڈنٹس کے لئے وظائف کا اجراء ہوتا ہے۔ تاکہ انہیں یہ شکایت نہ ہو کہ انکے ساتھ پیسوں کی وجہ سے امتیاز کیا گیا ہے۔ وہ لوگ جو یونیورسٹی تعلیم حاصل کرنے کا رجحان نہیں رکھتے۔ انکو اپنے رجحان کو دیکھتے ہوئے تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔ لوگوں میں روزگار کے حصول میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ کا جال بچھنا چاہیے۔ تاکہ وہ بھی کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ مینٹک، ٹیکنیشنز، شیف، پلمبر، درزی اور اس طرح کے دیگر پیشے، یہ بھی علم کی ہی شاخیں ہیں۔ ان علوم کے لئے بھی ادارے ہونے چاہئیں۔ ان میں مہارت حاصل کر کے اس علم کے ذریعے بھی پیسہ کمایا جاسکتا ہے۔ محض یونیورسٹی کی تعلیم کو تعلیم سمجھنا بھی بہت بڑی لاعلمی یا بچپنا ہے۔

قدرت نے مختلف لوگوں کو مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ جس شخص کو حساب کی تھیورمز سمجھنے سے دلچسپی نہیں یا وہ انٹرنیشنل افسیرز نہیں جاننا چاہتا۔ وہ ایک ناکارہ انسان تو نہیں۔ انکی دیگر صلاحیتوں کی قدر کر کے ہی انہیں کارآمد شہری بنایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ کسی بھی قسم کی تعلیم کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے۔ زیادہ شعور اور زیادہ دیکھنے کی صلاحیت، اس میڈیم یا راستے سے جو آپکو دلچسپ لگتا ہو۔ یہ آپکی ذہانت اور خوش قسمتی ہے کہ آپ اسے اپنے ذریعہ روزگار میں تبدیل کر لیں۔

ریفرنس؛

میرے ایک بلاگ ساتھی

عنیدہ کی کچھ عام باتیں

عنیدہ ناز

aniqaamar at yahoo dot com

View my complete profile

URDU LIBRARY

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

کچھ پکائیں

میرے ایک سینئر کولیگ کا خیال تھا کہ کچھ لوگ اپنے دانتوں سے اپنی قبر کھودتے ہیں۔ پڑھنے میں تو یہ خاصہ مشکل کام لگتا ہے لیکن دانت سے قبر کھودنے میں زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی۔ جو الا بلا سامنے آئے کھالیں۔ خاص طور پر وہ اشیاء جو رنگین ہوں یا وہ جن میں خوب مرچ مصالحہ پڑا ہو۔ لیکن پھر بھی کچھ لوگ لاعلمی میں مارے جاتے ہیں۔ تو یہ چند ایک بھیتیں انکے لئے ہیں۔ باقی جنہوں نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ کچھ کھا کر ہی مرنا ہے تو وہ اپنی پرانی سنگرمشقیں جاری رکھیں۔

بظاہر رنگین کھانے بڑے اشتہا انگیز لگتے ہیں۔ بریانی میں پیلے چاول، پیلا یا رنگ برنگ زردہ، رنگ برنگی آسکریم اور اس طرح کی لاتعداد چیزیں جن کو مزید اشتہا انگیز بنانے کے لئے ان میں خوشبوئیں مثلاً کیوڑہ کا ایسنس یا دیگر ایسنس بھی ڈالے جاتے ہیں۔ یہ تمام رنگ اور خوشبوئیں مصنوعی طریقوں سے تیار کئے جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں زیادہ تر فوڈ کلر کے بجائے کپڑے رنگنے والے رنگ استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ کینسر پیدا کرنے کی بڑی وجوہات میں سے ایک ہیں۔ حتیٰ کہ فوڈ کلرز اور ایسنس بھی انسانی صحت کے لئے بالکل محفوظ نہیں۔ ان سب سے آپکے جسم کینسر پیدا ہونے کا خطرہ بڑھ سکتا ہے۔

بریانی اور زردہ پیلے رنگ کے بغیر بھی اچھے بنتے ہیں اور بہت دل چاہے تو زعفران استعمال کر لیں۔ بازار میں تیار کیچپ میں سرخ رنگ ملا ہوتا ہے۔ ہری چٹنی میں ہر رنگ، ریسٹورنٹ میں تیار ہرے چکن میں ہر رنگ۔ تو اس قماش کی تمام چیزیں آپ خود عمومی ذہانت استعمال کرتے ہوئے نکال لیں۔ اور اپنی زندگی سے بھی نکال دیں۔ یا انکی مقدار بہت کم کر دیں۔



شونیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

آج میں آپکو بغیر کسی لاگ لپٹ کے اصلی بڑے کے پائے بنانے کی ترکیب بتا رہی ہوں۔ جسکو بنانا آتے ہیں وہ وقت ضائع نہ کرے۔ جنہیں پسند نہیں وہ اسکے فوائد ضرور جان لیں۔

درکار اشاء؛

بڑے کے پائے دو عدد۔ جتنے بڑے جانور کے ہوں زیادہ مزے کے بنتے ہیں۔ اگر بھینس کے نہ ملیں تو بڑی گائے کے اور دیکھ کر موٹے اور بڑے لیں۔ قصائی سے صاف کروالیں۔ جان چھٹے گی اور وقت بچے گا۔ ایک پریش کر میں اچھی طرح دھو کر ڈال دیں۔ دو چائے کے چمچ ہلدی اور دو چائے کے چمچ نمک بھی ڈال دیں۔ اب اس میں تین گنا پانی پائے کے مقابلے میں وہ بھی جمع کر دیں۔

اور اپنے لکر کی کار کردگی کو سامنے رکھتے ہوئے گوشت کے مقابلے میں دگنے وقت کے لئے چولہے پر رکھ دیں۔ یہ گوشت جس سے مقابلہ کیا جا رہا ہے۔ نہاری کا یا بونگ کا گوشت ہے۔۔۔ بیچ میں شبہ ہو کہ پانی کم نہ ہو رہا ہو تو اسے بند کر کے چیک کر لیں۔ پائے اتنے گل جانے چاہئیں کہ نہ صرف گوشت، ہڈی سے آسانی علیحدہ ہو جائے بلکہ شوربے میں پیچھا پھٹ اچھی طرح محسوس ہو جب آپ اسے اپنی دو انگلیوں کے درمیان دبا کر کھولیں۔ یاد رہے اچھی طرح گلے ہوئے پائے کامیاب ڈش کی طرف ضروری قدم ہے۔ گل جانے کے بعد شوربے کو چھلنی سے الگ کر لیں۔ گودے والی نیلیوں میں سے گودا نکال کر ان نیلیوں کو پھینک دیں۔ باقی جو زیادہ بڑی ہڈیاں ہیں ان پر سے بھی گوشت صاف کر کے، ان ہڈیوں کو بھی ڈسٹ بن میں ڈال دیں۔

تین پاء و پیاز باریک لمبی کاٹ کر تل لیں اور اسے برائے ون ہونے سے پہلے نکال لیں۔ برائے ون ہو جانے کی صورت میں شوربے میں کڑواہٹ سی آجاتی ہے اس لئے جیسے ہی برائے ون ہونا شروع ہوا اتار لیجیئے۔ ایک بڑی گٹھی لہسن کی لے لیں، ڈیڑھ انچ ادراک۔ پیاز لہسن اور ادراک کو ایک ساتھ پیس لیں۔ اب اس میں دو کھانے کے چمچ پسادھنیا، دو کھانے کے چمچ پسلی مرچ اور آدھ چائے کا چمچ ہلدی ڈال دیں۔

عنیدہ کی کچھ عام باتیں

عنیدہ ناز

aniqaamar at yahoo dot com

View my complete profile

شونخے تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

ایک پتیلی میں آدھ کپ تیل لے لیں اور جب یہ ہلکا سا گرم ہو جائے تو اس میں تیز پتہ کڑکڑا لیں۔ پسے ہوئے مصالحوں کا پیسٹ اس میں ڈالیں احتیاط سے۔ اور ہلکی آنچ پہ اسے بھون لیں حتیٰ کہ یہ تیل چھوڑ دے۔ ہلکی آنچ پہ بھوننے سے مصالحے بہترین مزہ دیتے ہیں۔ اب اس میں صاف کیا ہوا پاپوں کا گوشت ڈالکر کچھ دیر بھونیں اور پھر جو شوربہ الگ کر کے رکھا تھا اسے بھی شامل کر دیں۔ اگر زیادہ گاڑھا لگے تو پانی کو ابال کر حسب ضرورت ڈال دیں۔ اور تیز آنچ پہ پکنے دیں۔

جب خوب کھد کرنے لگے تو آنچ بالکل ہلکی کر دیں یعنی دم والی۔ اب اسمیں ایک کھانے کا چمچ پسا گرم مصالحہ ڈال دیں۔ تین چار ہری مرچ کاٹ کر ڈال دیں۔ نمک دیکھ لیں کم ہو تو اور ڈال لیں۔

اگر دن میں پکا کر رات میں کھانے کا ارادہ ہو تو۔ نمک کم رکھیں۔ پائے رکھے رہنے پر نمک چھوڑتے ہیں رات کو گرم کرتے وقت نمک پھر دیکھ لیجئے گا۔ اور دھیمی آنچ ہر کم از کم آدھ گھنٹہ پڑا رہنے دیں۔ چولہا بند کر کے مزید پندرہ بیس منٹ پڑا رہنے دیں۔ ڈش میں نکال کر ہرے دھنیے سے سجالیں۔ ایک الگ پلیٹ میں کٹا ہوا ہر ادھنیا، ہری مرچ اور لیموں کے ساتھ پیش کریں۔ نان کے ساتھ کھائیں۔ پائے ختم ہو جائیں اور شوربہ پھر بھی باقی ہو تو اس میں مابلے ہوئے سفید چھولے شامل کر لیں۔ اور کچھ دیر دم پر ہلکی آنچ پہ رکھ دیں۔ یہ ڈش گریبی میں تیار ہو جائے گی۔

زیادہ بولنے والے مردوں کے لئے اکسیر ہے۔ زبان تالو سے اور ہاتھ پلیٹ سے چپک جاتے ہیں۔

ریفرنس؛

فوڈ کلرز

URDU LIBRARY

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

یوم ٹیک

آپ کا نام یا نیک؟ اگر اصل نام شیر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

میرا نام عنیقہ ناز ہے۔ بعض لوگ الجھن کا شکار لگتے ہیں کہ یہ شاید انیقہ ہے۔ اس لفظ کے دو منبع ہیں۔ ایک فارسی اور دوسرا عربی۔ انیقہ فارسی کا لفظ ہے۔ اگرچہ اسے فارسی ذریعے سے لیا گیا لیکن میرے ابا نے اسے عربی کے طریقے یعنی ع سے لکھنا پسند کیا۔ مجھے انکی پسند، پسند ہے۔ اپنے اماں اور ابا کی جانب سے دیئے گئے اس نام کو میں نے شادی کے بعد بھی تبدیل نہیں کیا جیسا کہ آجکل رواج ہے۔

آپ کے بلاگ کا ربط اور بلاگ کا نام یا عنوان؟ بلاگ کا عنوان رکھنے کی کوئی وجہ تسمیہ ہو تو وہ بھی شیر کر سکتے ہیں۔

میرے بلاگ کا نام ہے شوخیء تحریر۔ اسکی کوئی وجہ تسمیہ نہیں۔ بلاگ بناتے ہوئے جس وقت یہ کالم سامنے آیا غالب کا ایک شعر ذہن میں آیا۔ جس سے یہ نام نکالا اور لکھ دیا۔

آپ کا بلاگ کب شروع ہوا؟

یہ می، دو مہار نو میں شروع کیا۔

آپ اپنے گھر سے کون سے ایک، دو یا زائد لوگوں کو بلاگنگ کا مشورہ دیں گے یادے چکے ہیں؟ ربط پلیز نہیں کسی کو مشورہ نہیں دیا۔

سب اتنے مصروف رہتے ہیں کہ میرے اس مشورے پر میری پٹائی لگ سکتی ہے، لفظوں سے۔

کوئی ایک، تین یا پانچ یا زائد ایسے موضوعات جن پر لکھنے کی خواہش ہے مگر ابھی تک نہیں لکھ سکے یا آئندہ لکھنا چاہیں؟



شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

ابھی تو لکھتے ہوئے کچھ ہی عرصہ ہوا ہے۔ موضوعات بہت ہیں۔ تیسری دنیا میں رہنے کا فائدہ یہ ہے کہ کبھی موضوعات کی کمی نہیں ہو سکتی۔

آپ کا بلاگ اب تک کس کی بدولت فعال یا زندہ ہے؟ آپ خود یا کوئی دوسرا نام؟ (مؤخر الذکر کی صورت میں نام بھی لکھ دیں۔ اگر ربط دیا جاسکتا ہے تو ربط بھی) میرا خیال ہے کہ ابھی تک اس کے فعال ہونے کی وجہ میری مستقل مزاجی ہے۔ یقینی طور پر اسکی دوسری وجہ وہ تبصرہ نگار ہیں جو اپنا دل کی بورڈ کے ذریعے نکال کر رکھ دیتے ہیں۔ پھر ان لفظوں کو جوڑ کر دوبارہ دل بنانا یہ کسی جگسلیزل سے کم نہیں۔ مجھے مزہ آتا ہے۔ اپنے موبائل سے کم از کم کوئی ایک، تین یا پانچ اچھے ایس ایم ایس شیئر کریں

مجھے موبائل فون ایک آنکھ نہیں بھاتا ہے۔ اور یہ لکھتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ میں بک پر ایک گروپ بنا سکتی ہوں۔ آئی ہیٹ موبائل فون۔ ارد گرد پچاس لوگ بیٹھے ہوں مگر آپ کسی ایسے شخص سے مشین کے ذریعے بات کرنے میں مصروف رہتے ہیں جو خدا جانے کس کرہء ارض پہ ہوتا ہے۔

آپ کی اردو زبان سے دلچسپی کس نام کے سبب سے ہے؟ (استاد؟ گھر کا کوئی فرد؟ یا کوئی دوسرا نام؟ یا کوئی الگ وجہ؟) میری مادری زبان اردو ہے۔ میرے والدین میں سے ایک کا تعلق لکھنؤ سے ہے۔ اب بھی اس میں دلچسپی نہ لوں تو مرحوم نانا بڑے لے لیں گے۔

کیا آپ اردو بلاگ دنیا روزانہ وزٹ کرتے ہیں اور مختلف بلاگز کسی ترتیب سے وزٹ کرتے ہیں یا جو بھی بلاگ سامنے آجائے؟ اپنا بلاگنگ روٹ شیئر کریں۔ میں اردو سيارہ پہ تقریباً روزانہ آتی ہوں۔ کوئی خاص ترتیب نہیں۔ کسی کا موضوع دلچسپ لگے تو ضرور پڑھتی ہوں۔ چاہے اس سے میرا نظریاتی اختلاف جتنا بھی ہو۔ تقریباً ہر نئے پرانے بلاگر کو پڑھ لیتی ہوں۔ سوائے اس کے کہ اس کا بلاگ کھلنے میں بہت وقت لگ رہا ہو۔ وقت کی کمی ہے



شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

جناب۔ جیسے شاہدہ اکرم اور راشد کامران کا بلاگ میرے پاس بڑی مشکل سے کھلتا ہے۔ ڈفر بھی خاصہ ٹائم لیتے ہیں۔ خود اردو سیارہ پانچ دفعہ کلک کرنے سے پہلے نہیں کھلتا۔ آپ کے بلاگ پر پہلے پانچ یا دس تبصرہ نگار کون سے تھے؟ مشکل سوال ہے، محض یادداشت پہ بتا دیتی ہوں کہ اسوقت خاصی کاہلی ہو رہی ہے جا کر دیکھنے میں۔ یہ ہیں اجمل صاحب، جعفر، ڈفر، عبداللہ، جویریہ طارق، م م مغل، ابو شامل، نومان۔ اور بھی ہیں کرم فرما بھی یاد نہیں آرہا۔

ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں پر ہونے والے تبصروں میں سے چند دلچسپ یا مفید تبصرے شیئر کیجیے۔ ربط دینا نہ بھولیں۔ چھٹی کرنی پڑے گی ایک دن کی اسے نکالنے میں۔ لیکن کچھ لوگ جو تبصرہ کرتے وقت بھی چھان پھٹک سے کام لیتے ہیں

ان میں جاوید گوندل، عبداللہ، ابو شامل اور نومان شامل ہیں کچھ لوگ جو فوراً اپنی تحریروں سے متعلق چیزوں پر رد عمل ظاہر کرتے ہیں۔ ان میں جعفر اور ڈفر ہیں۔ شاید باقی لوگ بھی کریں لیکن میں نے انکی تحریروں پہ کچھ لکھا نہیں اسلئے نہیں کیا ہوگا۔

ہفتہ بلاگستان یا اردو بلاگ دنیا سے مختلف تحریروں سے منتخب جملے جو آپ کو پسند آئے ہوں یا جنہیں آپ تعمیری اور مفید سمجھیں۔ (اگر تعداد معین کرنا چاہیں تو تین، پانچ، دس یا جتنے مرضی)

اسکے لئے بھی ایک اور چھٹی چاہیئے ہوگی۔ سب گھر والے میرا بایکٹ کر دیں گے۔ ابھی بالکل ماضی قریب میں ایک جملہ پڑھا تھا۔ پلے نہیں ہے دھیلہ، کردی پھرے اس میلہ میلہ۔

اور ہاں ایک شعر جو میں نے اپنے پاس لکھ بھی لیا تھا۔

یہی کہا تھا کہ برسوں کا پیاسا ہوں فراز

اس نے میرے منہ میں پائپ ڈالکر موٹر چلا دیا

عنیقہ کی کچھ عام باتیں



عنیقہ ناز

anikaamar at

yahoo dot com

View my complete profile

URDU LIBRARY

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

اب نہیں معلوم کہ یہ کتنے تعمیری یا مفید ہیں۔ میں انہیں پڑھ کر کافی دیر ہنستی رہی۔ ویسے اس سوال کے جواب میں ایک طویل پوسٹ لکھی جاسکتی ہے۔ اور بھی لکھنے والے بہت اچھے ہیں۔ ان سب کی باتوں کو نظر انداز کرنا مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔ لیکن فی الحال کوئی ایسا طریقہ نہیں بن رہا کہ دریا کو کوزے میں بند کر دوں۔ ایک ترکیب جسے میں نے کافی سارے لوگوں کو بتایا بھی جسم کے خفیہ حصے، جعفر کے کئی جملوں پہ میں پوری پوسٹ لکھ چکی ہوں۔ ڈفر کے بھی کچھ جملے بڑے پسند آئے۔ اجمل صاحب، راشد کامران، خرم بھٹی انکے بھی کچھ جملے ذہن میں آرہے ہیں۔ وارث صاحب نے جو مثنویاں غالب کی نکالیں۔ زبردست ہیں۔ وارث صاحب اور محمد احمد کی غزلیں بہت اچھی۔ لیکن وہ اشعار صحیح سے یاد نہیں آرہے۔ کہاں تک سنو گے کہاں تک سنائیں۔



ہفتہ بلاگستان کے بعد اب ہم ”یوم بلاگستان“ منایا کریں گے آپ کے خیال میں ”یوم بلاگستان“ ہر ہفتہ میں ایک دن منایا جائے یا ہر ماہ میں ایک دن منایا جائے؟

بڑا مشکل سوال ہے یہ بھی۔ ہفتہ بلاگستان میں بڑا خیال رکھنا پڑا کہ کچھ نہ کچھ ضرور دیں ورنہ باقی بلاگز کہیں گے کہ پتہ نہیں کیا سمجھتی ہیں خود کو، ہونہہ مغرور کہیں گی۔ پس یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہیں کی ہوں۔ اسکے لئے بھی وقت نکالا۔ یوم بلاگستان، میرا خیال ہے ہفتہ بلاگستان ہی بہتر رہے گا۔ اور وہ بھی ہر سال یوم آزادی کے موقع پر۔ مختلف بلاگز کو کوئی شعر یا جملہ انہیں ٹائٹل کے طور پر منسوب کریں۔

یہ کچھ اشعار ہیں۔ ان میں سے پہچان پر ہے ناز تو پہچان جائیے۔ آپ نکال لیں۔ میں لکھ رہی ہوں۔ خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

مشہور ہیں سکندر و جم کی نشانیاں
اے داغ چھوڑ جائیں گے ہم یادگار دل

طوفاں ہے تو کیا غم مجھے آواز تو دیجئے
کیا بھول گئے آپ میرے کچے گھرے وہ

ہمیں ہی جرات اظہار کا سلیقہ ہے
صدا کا قحط پڑے گا تو ہم ہی بولیں گے

عنیقہ کی کچھ عام باتیں



عنیقہ ناز

anikaamar at
yahoo dot com

[View my complete profile](#)

بوجھی ہیں اس نے کیسے نظر کی پہیلیاں
وہ شخص تو بلا کا نظر ناشناس تھا

ہر نظر بس اپنی اپنی روشنی تک جاسکی
ہر کسی نے اپنے اپنے طرف تک پیایا مجھے

ہم کیا جانیں یار سلیم نفرت کیسی ہوتی ہے
ہم بستی کے رہنے والے شہر میں آئے پہلی بار

اردو لائبریری
گوشہ بلاگز
URDU LIBRARY

شونخىء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

فضا میں پھیل چلی میری بات کی خوشبو
ابھی تو میں نے ہواؤں سے کچھ کہا بھی نہیں

میں خود ہی جلوہ ریز ہوں خود ہی نگاہ شوق
شفاف پانیوں پہ جھکی ڈال کی طرح

اس راہ سے گذر جاتے ہیں طوفان کی مانند
رکتے ہیں جہاں گردشِ دوراں کے قدم بھی



دلنوازی کے فن جاننا چاہیئے
حسن چاہے بہت خوبصورت نہ ہو

یہی انداز ہے میرا سمندر فتح کرنے کا
میری کاغذ کی کشتی میں کی جگنو بھی ہوتے ہیں

دیئے بجھاتی رہی، دل بجھائے تو بجھائے
ہوا کے سامنے یہ امتحان رکھنا ہے

GOSHA-URDU LIBRARY

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

اب اس سے کیا کیجیئے شکوہائے کم نگہی
بہت دنوں میں تو اس نے ادھر نظر کی ہے

زمانہ دیکھا ہے ہم نے ہماری قدر کرو
ہم اپنی آنکھوں میں دنیا بسائے بیٹھے ہیں

بولے تو سہی جھوٹ ہی بولے وہ بلا سے
ظالم کالب و لہجہ دلاویز بہت ہے



اگرچہ کام مشکل ہے مگر یہ کام کرنا ہے
کسی آغاز پہ لا کر اسے انجام کرنا ہے

امید حور نے سب کچھ سکھار کھا ہے واعظ کو
یہ حضرت دیکھنے میں سیدھے سادے بھولے بھالے ہیں

ہم دعا لکھتے رہے وہ دعا پڑھتے رہے
ایک نکتے نے ہمیں مجرم سے مجرم کر دیا

شونخا تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

ہفتہ بلاگستان اور بلاگ دنیا میں شامل کوئی بھی اپنی پسند کی تصاویر شیئر کریں جو بلاگز کی اپنی فوٹو گرافی ہو؟ ربط ضرور دیجیے۔

انتظار کرنا پڑیگا۔ یہاں وہاں پڑی ہیں۔

کن بلاگز کو آپ کے خیال میں باقاعدگی سے لکھنا چاہیے؟

ہر ایک کو باقاعدگی سے لکھنا چاہیے۔ یہ بھی ایک تاریخ ہے جو آپ رقم کر رہے ہیں۔ آپ جہاں رہتے ہیں جیسا لکھنا آتا ہے جو محسوس کرتے ہیں لکھیں۔ اس بات کا میں آپ کو یقین دلا دوں کہ میں آپکو ضرور پڑھتی ہوں۔

بلاگ دنیا میں آپ اپنا کردار کس انداز میں ادا کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں؟

جو میں محسوس کرتی ہوں وہ میں لکھتی ہوں۔

میں اپنے انداز تحریر کو رواں کرنے کے لئے نہیں لکھتی۔ اسکے بارے میں مجھے خاصی خوش فہمیاں ہیں۔ میں کمیونیکیشن کے لئے لکھتی ہوں۔ ہر ایکس وائی زیڈ کیا سوچتا ہے، زبان کو کس طرح لکھتا ہے۔ ایک چیز جسے میں ایک نظر سے دیکھتی ہوں اسے دوسرے کس نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ لوگ عمومی طور پر زندگی کی مختلف سطحوں کو کس طرح برتتے ہیں۔ یہ میری دلچسپی کے میدان ہیں۔ فی الحال تو میں یہاں فیضیاب ہونے والوں میں سے ہوں۔ گنتی کے لکھنے والے چند لوگوں میں کوئی کیا کردار ادا کر سکتا ہے۔ جبکہ ان گنتی کے لوگوں نے بھی اپنے بلاکس بنائے ہوئے ہیں۔

ہفتہ بلاگستان کے بارے میں آپ کے تاثرات

اچھا رہا۔



URDU LIBRARY

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔

یوم فوٹو گرافی

قصہ گوادر میں ایک صبح مچھلی پکڑنے کا، بزبان تصویر۔

وقت: دسمبر، ۲۰۰۸

ہم جائے وقوع پر پہنچے تو سورج نکل رہا تھا



عنیقہ کی کچھ عام باتیں



عنیقہ ناز

انیقاamar at
yahoo dot com

[View my complete profile](#)

RDU LIBRARY

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔



عنیقہ کی کچھ عام باتیں



عنیقہ ناز

انیقا مار فیس بک
anikaamar at
yahoo dot com

[View my complete profile](#)



ناشتہ کیا گیا۔ دادا جی اور انکی پوتی نے تصویریں بنوائیں۔

گوشہ بلاگ

LIBRARY

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔



اب ذرافشنگ راڈ سیٹ کر لی جائے



عنیقہ کی کچھ عام باتیں

عنیقہ ناز

انیقاamar at
yahoo dot com

[View my complete profile](#)

شوخیء تحریر

تخیل کے پر ہوتے ہیں اور کوئی اسکی اڑان کو نہیں روک سکتا۔



مدد چاہیے جناب۔
ہمیں تو یہاں مزہ آرہا ہے۔
یہ جگہ بڑی اچھی ہے۔ دور تک نظر آرہا ہے۔
کیا بوریت ہے
ارے یہ تو مچھلی پکڑی گئی



عنیقہ کی کچھ عام باتیں



عنیقہ ناز

انیقاamar at
yahoo dot com

[View my complete profile](#)

اردو لائبریری
گوشہ بلاگر

U LIBRARY